Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۳۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

یوم پیر

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۴/۲۹	۵ رجمادی الثانی ۱۳۹۵ھ ۔ ۱۶ احسان ۱۳۵۴ہش ۔ ۱۶ جون ۱۹۷۵ء	نمبر ۱۳۵

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۶ ر احسان ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ :۔

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احباب توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور حضور کی عمر میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ ۱۶ ر احسان ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا :۔

کل طبیعت بہت خراب رہی ۔ سر میں شدید درد ہے

احباب دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو اپنے فضل سے کامل شفا عطا فرمائے ۔ آمین

ربوہ ۱۳ ر احسان (بروز جمعۃ المبارک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ ناسازیٔ طبع کے باعث آج نماز جمعہ پڑھانے تشریف نہیں لا سکے۔ حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے پڑھائی ۔ نماز سے قبل خطبہ دیتے ہوئے آپ نے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کی انقلاب انگیز تاثیرات اور عظیم الشان برکات پر بہت مؤثر دلنشین انداز میں روشنی ڈالی۔ آپ نے واضح فرمایا کہ ایک حقیقی مومن کے لئے ایمان قوت و طاقت کا سرچشمہ ہوتا ہے ۔ اسی کے بل پر وہ مکروہات سے بچتا اور نیکیاں بجالاتا ہے، ابتلاؤں میں صبر کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھاتا ہے اور دین کی راہ میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرنے کا اس میں حوصلہ پیدا ہوتا ہے ۔ الغرض تمام اخلاق حسنہ جو مومن کے حق میں طرۂ امتیاز کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ایک مومن حقیقی ایمان کے زیر اثر ہی اجر و ثواب سے بے نیاز ہو کر ہر قسم کے اعمالِ صالحہ بجا لاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس دنیا میں اسے کوئی اجر نہ بھی ملا تو آخرت میں اسے اس کا پھل ضرور ملے گا۔ آپ نے واضح فرمایا کہ حقیقی ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت انبیاء کرام کے ذریعہ ہی نصیب ہوتا ہے اور یہی ان کے آنے کی بنیادی غرض ہوتی ہے ۔ آپ نے فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس زمانہ میں حقیقی ایمان سے سرفراز فرمایا ہے ۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی اس دولت کو پوری مستعدی سے حفاظت کرتے چلے جائیں ۔

مکرم چوہدری عبد السلام صاحب اختر ایم اے نائب ناظر بیت المال (آمد) چند دنوں سے کراچی گئے ہوئے ہیں وہاں پر ۱۳ ر جون سے آپ شدید بیمار ہیں ۔ دماغ کی رگ پھٹ گئی ہے اور بیہوشی طاری ہے احباب جماعت خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے کامل و عاجل شفا عطا فرمائے آمین

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام

صوفیا نے روحانی ترقی کی دو راہیں بیان کی ہیں ایک سلوک اور دوسرا جذب

اہلِ سلوک روحانی ترقی کیلئے خود مصائب اٹھاتے ہیں لیکن اہلِ جذب مصائب میں ڈالے جاتے ہیں

"صوفیوں نے (روحانی) ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں ایک سلوک دوسرا جذب ۔ سلوک وہ ہے جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچ کر اللہ و رسولؐ کی راہ اختیار کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتّبعونی یحببکم اللّٰہ (پارہ ۳) یعنی اگر تم اللہ کے پیارے بننا چاہتے ہو تو رسول اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی پیروی کرو ۔ وہ ہادی کامل وہی رسول ہیں جنہوں نے وہ مصائب اٹھائے کہ دنیا اپنے اندر نظیر نہیں رکھتی ۔ ایک دن بھی آرام نہ پایا ۔ اب پیروی کرنے والے بھی حقیقی طور سے وہی ہوں گے جو اپنے متبوع کے ہر قول و فعل کی پیروی پوری جدّ و جہد سے کریں ۔ متبع وہی ہے جو سب طرح پیروی کرے گا ۔ سہل انگار اور سخت گذار کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں آوے گا ۔ یہاں جو اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا تو سالک کا کام یہ ہونا چاہیئے کہ اوّل رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل تاریخ دیکھے اور پھر پیروی کرے اسی کا نام سلوک ہے ۔ اس راہ میں بہت مصائب و شدائد ہوتے ہیں ان سب کو اٹھانے کے بعد ہی انسان سالک ہو جاتا ہے ۔

اہلِ جذب کا درجہ سالکوں سے بڑھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ انہیں سلوک کے درجہ پر ہی نہیں رکھتا بلکہ خود انکو مصائب میں ڈالتا اور جاذبہ ازلی سے اپنی طرف کھینچتا ہے ، کل انبیاء مجذوب ہی تھے جس وقت انسانی روح کو مصائب کا مقابلہ ہوتا ہے ان سے فرسودہ کار اور تجربہ کار ہو کر روح چمک اٹھتی ہے ۔۔ سالک کا دل آئینہ ہے جس کو مصائب و شدائد اس قدر صیقل کر دیتے ہیں کہ اخلاق النبیؐ اس میں منعکس ہو جاتے ہیں ۔۔ سلوک والا خود یہ صیقل کرتا ہے اپنے کام سے مصائب اٹھاتا ہے لیکن جذب والا مصائب میں ڈالا جاتا ہے اور خدا خود اس کا صیقل ہوتا ہے ۔" (ملفوظات جلد اوّل صؔ ۲۶ ، صؔ ۲۷)

قائدین مجالس ہفتہ وصولی کی رپورٹس فوری طور پر بھجوائیں

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبد الحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ احسان ۱۳۵۴ ہش
۱۶ جون ۱۹۷۵ء

ایک بشری تقاضا اور مومنوں کا مخصوص طرزِ عمل

دنیا میں مومن ہوں یا عام دنیا دار دُکھ اور مصائب دونوں پر ہی آتے ہیں۔ دونوں ہی زندگی میں کبھی نہ کبھی مبتلائے محن ہوتے اور ایسے اوقات میں طبعاً اضطراب محسوس کرتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ دنیا دار تو مبتلائے محن ہوں اور مومنوں کو سرے سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ البتہ دونوں کے دُکھ اور مصائب میں مبتلا ہونے کی وجہ اور مصائب وارد ہونے پر دونوں کے ردِّ عمل میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

جہاں تک مصائب وارد ہونے کی وجہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح فرمایا ہے کہ دنیاداروں کو اپنے بُرے اور گندے اعمال کی پاداش کے طور پر مبتلائے محن کیا جاتا ہے برخلاف اس کے اعمالِ صالحہ بجالانیوالے مومنوں پر جو تکالیف آتی ہیں ان کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ابتلاؤں اور آزمائشوں میں سے گزار کر مزید ترقیات اور انعامات سے نوازنا چاہتا ہے۔ سو دنیا والوں پر آنیوالے مصائب کی حیثیت سزا کی ہوتی ہے جبکہ مومنوں پر آنیوالے مصائب مزید انعامات سے نوازے جانے کا ایک وسیلہ ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر جنگ بدر بہرحال ایک جنگ تھی اس لئے اوائل میں مسلمانوں اور کافروں دونوں کیلئے ایک نہایت ہی مشکل اور پُرصعوبت مرحلہ کی حیثیت رکھتی تھی لیکن فی الاصل وہ کافروں کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے جو شَدِيْدُ الْعِقَابِ بھی ہے۔ ایک ذلّت آمیز عقوبت کا رنگ لئے ہوئے تھی اور مسلمانوں کے لئے اپنی ممکنہ صعوبت کے باوصف اُس کی حیثیت ایک عظیم الشان انعام سے کسی طرح کم نہ تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں کافروں کی ذلّت آمیز شکست کی خبر دیتے ہوئے اسے ایک سزا قرار دیا اور فرمایا:-

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۤقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ (الانفال آیت ۱۴)

ترجمہ:- یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے (اُسے سمجھ لینا چاہیئے کہ) اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔

برخلاف اس کے اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو مومنوں کے لئے بَلَآءً حَسَنًا قرار دیا یعنی ایک بہت ہی بابرکت آزمائش جو بیک وقت آزمائش بھی تھی اور انعام بھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کو مومنوں کے حق میں بیک وقت آزمائش اور انعام قرار دیتے ہوئے فرمایا:-

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ (الانفال آیت ۱۸)

ترجمہ:- نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے (اللہ نے) اس کے ذریعہ سے (آزمائش کے رنگ میں) مومنوں پر ایک بڑا احسان کیا اور یقیناً اللہ بہت سُننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

الغرض مشکلات ہوں یا مصائب وہ دنیا والوں اور مومنوں دونوں پر ہی آتے ہیں البتہ وہ مشکلات و مصائب دنیا والوں پر سزا کے رنگ میں آتے ہیں جبکہ مومنوں کے حق میں ان کی حیثیت در پردہ انعام اور احسان کی ہوتی ہے۔ انکے نتیجہ میں وہ مزید ترقی کی طرف قدم بڑھاتے اور انعاماتِ الٰہیہ کے وارث بنتے ہیں۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہونے والے مصائب پر ردِّ عمل کا تعلق ہے اس لحاظ سے بھی دنیا داروں اور مومنوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ جہاں تک بشری اور فطری تقاضے کا تعلق ہے اس کی حد تک تو دونوں کے ردِّ عمل میں باہم اشتراک پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ مصائب کے وارد ہونے پر اضطراب دونوں کو ہی لاحق ہوتا ہے کیونکہ اضطراب کا لاحق ہونا ایک فطری امر ہے لیکن یہ اضطراب کیا رنگ لاتا اور کیا اثر ظاہر کرتا ہے؟ جب اس نقطۂ نگاہ سے دنیاداروں اور مومنوں کے ردِّ عمل کا جائزہ لیا جائے تو اس میں زمین و آسمان کا فرق نمایاں ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ دنیاداروں کا اضطراب ان میں مایوسی پیدا کرکے انکی ہمت کو پست کرکے رکھ دیتا ہے اور ان کی حالت ایک مُردہ انسان کی سی ہو جاتی ہے۔ برخلاف اس کے مومن فطری اضطراب لاحق ہونے کے باوجود مایوسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتے۔ ان کا فطری اضطراب دعاؤں کے حق میں مہمیز کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ وہ ان حالات میں سراپا دُعا بن جاتے ہیں اور ساتھ ہی اس یقین پر قائم ہوتے ہیں کہ ان کا خدا انہیں کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا بلکہ انہیں اپنی تائید و نصرت سے نواز کر نہ صرف ان مشکلات و مصائب کو دُور کر دکھائے گا بلکہ صبر کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرنے پر انہیں مزید کامیابیوں اور انعاموں سے نوازے گا۔ توکّل علی اللہ کی وجہ سے جو انہیں بفضل اللہ تعالیٰ پہلے ہی حاصل ہوتا ہے مشکلات و مصائب پیش آنے پر ان کا ایمان اور بھی پختہ ہو جاتا ہے اور وہ صبر کے ساتھ نزولِ فضلِ الٰہی کے منتظر رہتے ہیں۔ ایسا اسی لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونے کی تلقین فرمائی ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ مایوس ہونا کفّار کی صفت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ (یوسف آیت ۸۸)

ترجمہ:- اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ اصل بات یہی ہے کہ اللہ کی رحمت سے کافر لوگوں کے سوا کوئی (انسان) ناامید نہیں ہوتا۔

اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشکلات و مصائب میں بشری تقاضے کے ماتحت مومنوں اور کافروں کو لاحق ہونے والے اضطراب میں بہ لحاظ نتیجہ پائے جانے والے فرق پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ہے:-

"انسان کو مشکلات کے وقت اگرچہ اضطراب ہوتا ہے مگر چاہیئے کہ توکّل کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدر کے موقع پر سخت اضطراب ہوا تھا۔ چنانچہ عرض کرتے تھے یا ربّ ان اھلکت ھٰذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابدًا۔ مگر آپؐ کا اضطراب فقط بشری تقاضے سے تھا کیونکہ دوسری طرف توکّل کو آپؐ نے ہرگز ہاتھ سے نہیں جانے دیا تھا۔ آسمان کی طرف نظر تھی اور یقین تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ یاس کو قریب نہیں آنے دیا تھا۔ ایسے اضطرابوں کا آنا تو انسانی اخلاق اور مدارج کی تکمیل کے واسطے ضروری ہے مگر انسان کو چاہیئے کہ یاس کو پاس نہ آنے دے کیونکہ یاس تو کفّار کی صفت ہے۔ انسان کو طرح طرح کے خیالات اضطراب کا وسوسہ ڈالتے ہیں مگر ایمان ان وساوس کو دُور کر دیتا ہے۔ بشریت اضطراب خریدتی ہے اور ایمان اُس کو دفع کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲)

نیز اسی ضمن میں حضور علیہ السلام نے اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"میرا یہ حال ہے کہ اگر مجھے جلتی آگ میں بھی ڈالا جاوے تو بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ ضائع نہ ہوں گا۔ اضطراب تو ہوگا کہ آگ ہے اس سے انسان جل جاتا ہے مگر امید ہوتی ہے کہ ابھی آواز آئے گی يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ○ لیکن دوسرے لوگوں کے اضطراب میں یاس ہوتا ہے۔ خدا پر ان کو توقع نہیں ہوتی اور یہ کفر ہے۔"

(البدر ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء بحوالہ ملفوظات جلد پنجم حاشیہ صفحہ ۱۷۱)

حقیقت یہی ہے کہ ابتلاؤں اور آزمائشوں کے دوران مومنوں کو مایوسی کبھی لاحق نہیں ہوتی۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پہ پُورا توکّل ہوتا ہے اور توکّل ہی ان کی اصل سپر ہوتی ہے اور اسی کے سہارے وہ ابتلاؤں اور آزمائشوں میں سے سُرخرو ہو کر نکلتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آداب مجالس ——— احادیث نبویہ کی روشنی میں

سلطان احمد پیرکوٹی

ہماری مجالس کے لئے ضروری ہے کہ ان میں کثرت سے ذکر الٰہی کیا جائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے اور جہاں ایسی مجالس منعقد ہوں جن میں ذکر الٰہی کیا جاتا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے تو جہاں تک ممکن ہو ان میں شرکت کی جائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

علیک مجالس الذکر

(ابو نعیم)

اے مخاطب تو ایسی مجالس کو لازم پکڑ جن میں ذکر الٰہی ہوتا ہے۔

پھر ایک اور روایت ہے

ما جلس قوم مجلسا
لم یذکروا اللہ فیہ
ولم یصلوا علی
نبیھم الا کان علیھم ترۃ
فان شاء عذبھم
وان شاء غفر لھم

(ترمذی)

اگر کوئی شخص ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں ذکر الٰہی نہ ہو اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے تو وہ مجلس اس کے لئے وبال بن جاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ اسے معاف کرے یا اسے کسی عذاب میں مبتلا کر دے۔

ذکر الٰہی بڑی ہی بابرکت چیز ہے احادیث میں آتا ہے کہ ایک مجلس میں کثرت سے ذکر الٰہی ہو رہا تھا۔ فرشتوں نے خدا تعالیٰ کے حضور اس مجلس کی بڑی تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان سب لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا فرشتوں نے عرض کیا وہاں ایک شخص ایسا بھی تھا جو یونہی وہاں آ گیا تھا در اصل اس مجلس سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا کیا وہ بھی جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں میں اس کو بھی جنت میں داخل کروں گا فانھم قوم لا یشقی جلیسھم ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا اس حدیث سے ذکر الٰہی کی برکت واضح ہے۔

درود شریف کا ورد انسان کی پاکیزگی کا موجب ہوتا ہے دلی تقویٰ کو دور کرتا ہے جسمانی اور روحانی بیماریوں اور مصائب کو دور کرتا ہے فکر و غم سے نجات دیتا ہے دعاؤں کی قبولیت کا باعث بنتا ہے اس کے ذریعہ قیامت کے دن رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب اور شفاعت نصیب ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے فرشتوں کی دعائیں انسان کو میسر آتی ہیں پس وہ مجالس کس قدر بابرکت ہوں گی جس میں ذکر الٰہی بھی کیا جا رہا ہو اور درود شریف کا ورد بھی

۲۔ جب کوئی شخص کسی مجلس میں جائے تو اسلامی تعلیم یہ ہے کہ وہ اہل مجلس کو السلام علیکم کہے اور جب مجلس سے اٹھ کر واپس آنے لگے تو بھی اہل مجلس کو السلام علیکم کہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اذا انتھی احدکم
الی المجلس فلیسلم
فاذا اراد ان یقوم
فلیسلم فلیست
الاولی احق من الآخرۃ

(ترمذی ابو داؤد)

جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو اہل مجلس کو السلام علیکم کہے اور جب اس سے اٹھ کر آ جانے کا ارادہ کرے تب بھی السلام علیکم کہے کیونکہ پہلے آنیوالے بعد میں آنے والوں سے زیادہ اس دعا کے حقدار نہیں

سلام ایک اہم اور بابرکت دعا ہے احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم بار بار دی ہے اور فرمایا ہے افشوا السلام سلام کو پھیلاؤ۔ پس مجالس میں جاؤ تب بھی اہل مجلس کو سلام کہو اور واپس آنے لگو تب بھی السلام علیکم کہو۔

۳۔ لغو مجالس سے پرہیز کرنا چاہیے اور اگر اتفاقاً ان میں شمولیت اختیار کر لی جائے تو ان سے اٹھ کر آ جانا ہی مناسب ہے۔ کیونکہ مومن کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ لغو سے اعراض کرتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے کہ اگر کسی مجلس میں لغو باتیں شروع ہو جائیں تو اس سے اٹھ کر آ جانا چاہیے اور آنے سے پہلے یہ دعا بھی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس لغزش کو معاف فرمائے حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من جلس فی مجلس فکثر
فیہ لغطہ فقال قبل
ان یقوم من مجلسہ
ذلک سبحانک اللھم
وبحمدک اشھد ان
لا الہ الا انت استغفرک
واتوب الیک الا غفر لہ
ما کان فی مجلسہ ذالک

(ترمذی)

اگر کوئی شخص ایسی مجلس میں بیٹھ جائے جس میں لغو باتیں کثرت سے ہوں اور وہ اس سے اٹھ کر آنے سے پہلے یہ دعا کرے کہ

سبحانک اللھم
وبحمدک اشھد ان
لا الہ الا انت استغفرک
واتوب الیک

تو اس کی لغزش معاف کر دی جائے گی اور اس کی ایسی حالت ہو جائیگی کہ گویا وہ اس مجلس میں بیٹھا ہی نہیں۔

۴۔ برے اور بد اخلاق لوگوں کی مجلس سے اجتناب کیا جائے بد اخلاقی اور برائی کی اشاعت کرنیوالی مجالس مضر اور نقصان دہ ہوتی ہیں روحانیت اور اخلاق پر برا اثر ڈالتی ہیں ان میں شمولیت اختیار کرنے والا شخص بسا اوقات دوسرے لوگوں کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ اپنا ایمان کھو دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والا بنتا ہے ایسی مجالس سے تو تنہائی میں وقت بسر کرنا بہتر ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

الوحدۃ خیر من
جلیس السوء (بیہقی)

برے ساتھی سے تنہائی بہتر ہے۔

۵۔ بعض مجالس اور اجتماعوں میں کثرت انفاس کی وجہ سے پہلے ہی ایک قسم کی بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس بدبو میں اضافہ نہیں کرنا چاہیے کپڑے صاف پہن کے جانا چاہیے بدن صاف ہونا چاہیے اور کوئی ایسی چیز کھا کر یا استعمال کر کے نہیں جانا چاہیے جس کی وجہ سے منہ میں بدبو پیدا ہو کیونکہ یہ چیز دوسرے اہل مجلس کے لئے تکلیف کا موجب بنتی ہے۔ وہ انہیں روحانی طبیعتوں میں نشاط و فرحت کی بجائے تکلیف اور دکھ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

من اکل ثوما او بصلا
فلیعتزلنا او فلیعتزل
مسجدنا (بخاری)

جس شخص نے کچا لہسن یا پیاز کھایا ہو وہ ہم سے یا ہماری مسجد سے الگ اور دور رہے۔ مسلم کی روایت میں ہے

ان الملائکۃ تتاذی
مما یتاذی منہ بنو
آدم (مسلم)

جن چیزوں سے بنو آدم کو تکلیف ہوتی ہے ان سے ملائکہ بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ یعنی جس مجلس میں بدبودار چیزیں کھا کر آنیوالے موجود ہوں وہاں خدا تعالیٰ کی رحمت کے فرشتوں کا نزول بھی نہیں ہوتا۔

ابوداؤد میں ہے کہ اگر ان چیزوں (لہسن اور پیاز) کے کھائے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو امیتوھما طبخا انہیں پکا کر ان کی بدبو کو دور کر لیا کرو۔

۶۔ سر راہ مجالس منعقد کرنا اسلام پسند نہیں کرتا کیونکہ اس سے رستہ چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے چنانچہ بخاری اور مسلم میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایاکم والجلوس بالطرقات

رستہ میں مجالس منعقد کرنے سے اجتناب کرو۔

اور اگر مجالس کے بغیر تمہارا گذارہ نہ ہو تو

فاعطوا الطریق حقہ

تم رستہ کو اس کا حق دو۔ رستہ کے حقوق کیا ہیں۔ وہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱۔ غض بصر آنکھ نیچی رکھنا
۲۔ رستہ سے گذرنے والوں کو تکلیف اور ایذاء دینے سے بچنا
۳۔ سلام کا جواب دینا
۴۔ نیکی کا حکم دینا ۵۔ بدی سے بچنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابوداؤد میں حضرت ابن عمرؓ سے ایک روایت منقول ہے کہ رستہ کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ

۱۔ تغیثوا الملہوف

تم دکھ زدہ اور پریشان حال شخص کی مدد کرو۔

۲۔ تہدوا الضال۔

رستہ سے بھٹکے ہوئے شخص کو صحیح رستہ بتاؤ

ایک اور روایت میں یہ حق بھی بتایا گیا ہے کہ اعانۃ علی الحمولۃ کسی شخص کو جانور پر بوجھ لادنے میں تمہاری ضرورت پیش آئے تو تم اس کی امداد اور اعانت کرو۔

گویا رستوں پر مجالس کا انعقاد ناپسندیدہ ہے اور ان کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے رستہ کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے۔

۷۔ مجالس میں اگر کوئی ذمہ داری کسی شریک مجلس پر ڈالی جائے تو وہ اسے پوری دیانتداری سے ادا کرے اور جو باتیں مجلس میں ہوں۔ جو فیصلے کئے جائیں یا جو مشورے طلب کئے جائیں اگر ان کا افشاء مناسب نہ ہو یا اس سے کسی نقصان کا احتمال ہو تو حاضرین مجلس کا فرض ہے کہ مجلس کی کارروائی کو امانت کے طور پر جانیں اور اس امانت میں خیانت نہ کریں یعنی اس کا کوئی حصہ دوسرے لوگوں تک نہ پہنچائیں جس کا ان تک پہنچایا جانا مجلس کے مصالح کے خلاف ہو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

المجالس بالامانۃ

(ابوداؤد)

مجالس امانت کے ساتھ ہوتی ہیں

نیز فرمایا:

المستشار مؤتمن

جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔ وہ مشورہ طلب کرنے والے کی مصلحت کا خیال رکھے اور اسے ظاہر نہ کرے۔

۸۔ مجلس میں کشادگی ہونی چاہیئے۔ دوستوں کو کھل کر بیٹھنا چاہیئے اس سے نہ صرف مجلس کی کارروائی سننے میں سہولت ہوتی ہے۔ بلکہ خود بیٹھنے والوں کو راحت اور آرام پہنچتا ہے۔ اگر زیادہ دیر تک مجلس میں بیٹھنا پڑے تو انسان اکتاتا نہیں۔ ہوا صاف رہتی ہے کثرت انفاس کی وجہ سے تکلیف کم محسوس ہوتی ہے۔ پھر بعد میں آنیوالوں کے لئے بھی باسانی گنجائش نکالی جا سکتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

خیر المجالس اوسعہا (ابوداؤد)

اپنے اندر وسعت رکھنے والی مجلس ہی بہتر ہوتی ہے

مجلس میں پہلے سے بیٹھے ہوئے شخص کو اٹھا کر اسکی جگہ پر قبضہ کرنا یا کسی اور کو اسکی جگہ بٹھانا اسلام میں ممنوع ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یقیمن احدکم رجلا من مجلسہ ثم یجلس فیہ ولکن توسعوا وتفسحوا

(متفق علیہ)

تم میں سے کوئی شخص دوسرے آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر قبضہ نہ کرے ہاں مجلس میں کشادگی اور وسعت پیدا کرو تا بعد میں آنیوالوں کے لئے گنجائش پیدا کی جا سکے۔

اسی طرح یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص پانی پینے کے لئے یا کسی اور بشری حاجت کی وجہ سے اپنی جگہ سے عارضی طور پر اٹھ کر جائے تو اس کی جگہ خالی رہنے دی جائے تا وہ واپسی پر پریشان نہ ہو۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من قام من مجلسہ

ثم رجع فھو احق بہ (مسلم)

جو شخص کسی ضرورت کے پیش نظر مجلس سے اٹھ کر باہر جائے تو وہ واپس آنے پر اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے

پس مجلس کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ عارضی طور پر اٹھ کر باہر جانے والے کی جگہ خالی رہنے دی جائے نہ صرف اس پر خود قبضہ نہ کیا جائے بلکہ خیال رکھا جائے کہ اور شخص بھی وہاں نہ بیٹھے

۱۰۔ اگر مجلس میں کوئی جگہ خالی پڑی ہو اور کوئی شخص بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے گذر کر وہاں جانا چاہتا ہو یا کسی مجلسی ضرورت کی وجہ سے آگے جانا یا پیچھے آنا چاہتا ہو تو وہ اس کے لئے رستہ بنا دیں۔ ذرا ایک طرف سمٹ جائیں تا وہ باسانی گذر سکے۔ بیہقی نے حضرت واثلہ بن خطابؓ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان للمسلم لحقا اذا

راٰہ اخوہ ان یتزحزح

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ اگر اس کا بھائی اسے دیکھے تو وہ اس کو گذرنے کے لئے رستہ دے دے۔ ایک طرف ہو جائے تا وہ باسانی گذر سکے۔

۱۱۔ بعد میں آنے والا مجلس میں پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو آگے پیچھے کر کے ان کے درمیان جگہ بنانے کی کوشش نہ کرے بلکہ جہاں گنجائش ہو وہاں بیٹھے ہاں اگر وہ خود اس کے لئے اپنے درمیان جگہ بنا دیں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں حضرت ابن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

لا یحل لرجل ان یفرق

بین اثنین الا باذنہما

(ترمذی وابوداؤد)

کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت لئے بغیر بیٹھے ابوداؤد میں کی ایک روایت میں ہے کہ

لا تجلس بین رجلین

الا باذنہما۔

تو دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھ۔

۱۲۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے دوسرے اشغال میں مشغول نہیں ہونا چاہیئے اور نہ توجہ کو کسی اور طرف مبذول کرنا چاہیئے پوری توجہ اور انہماک سے مجلس میں ہونے والی کارروائی کو سننا چاہیئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں صحابہؓ اس طرح خاموش اور متوجہ ہو کر بیٹھتے تھے کہ وہ ماحول سے بے خبر ہو جاتے تھے۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں

خرجنا مع رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

فجلس وجلسنا حولہ

کان علی رؤسنا

الطیر (النسائی)

ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر گئے دوران سفر حضور ایک جگہ جلوس فرما ہوئے تو ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے اور ہماری حالت ایسی تھی کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور اگر ہم نے ذرا سی حرکت بھی کی تو وہ اڑ جائینگے

گویا صحابہ مجالس نبوی میں اس طرح بیٹھتے تھے کہ وہ معمولی جسمانی حرکات سے بھی اجتناب کرتے تھے اور ان پر محویت کا عالم طاری ہوتا تھا۔ وہ پوری توجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سنتے۔ ہمارے لئے بھی مجالس نبوی ہی اسوہ حسنہ ہے ہمیں اس کی پیروی کرنی چاہیئے اور مجالس میں شمولیت کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ پوری توجہ بات کرنے والے کی طرف رہے اور کوئی بات اور کوئی واقعہ اسے دوسری طرف منعطف نہ کر سکے

۱۳۔ صدر مجلس کی مخصوص جگہ پر بیٹھنا منع ہے وہ جگہ اس وقت تک خالی رہنی چاہیئے جب تک کہ وہ خود آ کر اس پر نہ بیٹھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

لا یؤم الرجل فی سلطانہ

ولا یجلس علی تکرمتہ

فی بیتہ الا باذنہ (ترمذی)

کوئی شخص کسی دوسرے کی جگہ میں امامت نہ کرائے اور نہ اس کے گھر میں اس کی عزت والی جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے

ہر مجلس میں صدر مجلس کے لئے ایک مخصوص جگہ ہوتی ہے اور صدر مجلس کے احترام کے لئے ضروری ہے کہ اسے اسی کے لئے رہنے دیا جائے اس پر بیٹھنا نہیں چاہئے ہاں مجلس کے منتظمین مجلس کے بعض مصالح کی وجہ سے کسی کو اس جگہ پر بٹھا دیں تو اور بات ہے۔

۱۴۔ کسی مجلس میں چھوٹے چھوٹے گروپ بنا کر بیٹھنا یا عام احباب سے ہٹ کر اس طرح بیٹھنا کہ اصل مجلس کے ساتھ کوئی تعلق معلوم نہ ہو۔ درست نہیں اسلام افتراق اور تشتت کو پسند نہیں کرتا وہ وحدت پیدا کرنا چاہتا ہے پھر منتشر اور بکھر کر بیٹھنے کی وجہ سے مجلس کی اصل ہیئت قائم نہیں رہتی اور دوسرے دیکھنے والوں پر بھی اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ احادیث میں وارد ہے کہ کسی جگہ صحابہ کرامؓ جلوس فرما تھے اور منتشر اور متفرق طور پر وہ وہاں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے تو آپ نے مجلس کی اس حالت کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ سے فرمایا!

مالی اراکم عزین (ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ)

میں تمہیں منتشر اور متفرق کیوں دیکھتا ہوں

پس مجلس میں الگ الگ ٹولیاں بنا کر بیٹھنا ناپسندیدہ امر ہے مجلس کے اندر وحدت کی شکل پیدا ہونی چاہیئے۔ تمام لوگوں کو اکٹھے ہو کر بیٹھنا چاہیئے اور سٹیج یا صدر مجلس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے کہ یہی اسلام کا حکم ہے اور اسی میں مجلس اور مجلس میں شریک ہونے والوں کا وقار ہے

درخواست دعا

میری ہمشیرہ محترمہ عنایت بیگم صاحبہ اہلیہ میاں محمد عالم صاحب مرحوم ولد حکیم رحمت اللہ صاحب مرحوم (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) بعارضہ مختلف عوارض (ذیابیطس) و بلڈ پریشر وغیرہ شدید بیمار ہیں۔

بوجہ ضعف معدہ خورد و نوش سے عاجز ہیں بحد کمزور ہو گئی ہیں۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تبارک و تعالے اپنے خاص فضل کرم سے محترمہ ہمشیرہ صاحبہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور بالصحت خوشحال زندگی سے نوازے۔ آمین

خاکسار (میاں محمد یوسف (یوسف کاٹیج) محلہ دارالرحمت غربی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

(۳)

مسل نمبر ۲۲۰۸۴

میں سلمان ورک ولد محمد اسحاق صاحب ورک قوم راجپوت جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۳/۷۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ ایک مکان رقبہ ۱۶۰ مربع گز زمان ٹاؤن کراچی مالیت ۶۵۰۰/- روپے

میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۸۲۰/- روپے ماہوار آمد بصورت ملازمت ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ سلمان ورک 35/7 زمان ٹاؤن کورنگی کراچی۔ گواہ شد مرزا افضل الرحمن ولد مرزا برکت علی صاحب پریذیڈنٹ حلقہ کراچی۔ گواہ شد چوہدری غلام رسول وصیت نمبر ۱۶۰۳۹ کراچی۔

مسل ۲۲۰۸۵

میں مرزا ظفر اقبال بیگ ولد مرزا منظور احمد بیگ قوم مغل پیشہ طالب علم عمر ۲۲½ سال پیدائشی احمدی ساکن رسول حال لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۵/۷۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میری ماہوار آمد اس وقت ۱۰۰/- روپیہ بطور جیب خرچ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد۔ مرزا ظفر اقبال بیگ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لائلپور P.198 سمن آباد۔ لائلپور۔ گواہ شد بشیر احمد بٹ سیکرٹری مال سمن آباد لائلپور۔ گواہ شد مرزا سیف علی بیگ وصیت نمبر ۱۰۹۰۱ سمن آباد۔ لائلپور

مسل نمبر ۲۲۰۸۶

میں ملک جاوید احمد ولد ملک محمد اشرف صاحب قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۲½ سال پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱?/۵/۷۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۶۹۳/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد۔ ملک جاوید احمد معرفت میاں بشیر احمد ۲-۲۸/۲۹ امری کشن روڈ کوئٹہ۔ گواہ شد محمد عیسیٰ جان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد میاں بشیر احمد صدر موصیان کوئٹہ۔

مسل نمبر ۲۲۰۸۷

میں سیدہ رشیدہ بیگم بیوہ ممتاز حسین صاحب قوم سید عمر ۷۰ سال بیعت غالباً ۱۹۳۴ء ساکن کراچی نمبر ۳۸ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳/۷۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ زیور طلائی وزنی ایک تولہ مالیتی ۷۵۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ از بچگان ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ رشیدہ بیگم ۱۱۸۵/۱۹ النور سوسائٹی فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔ گواہ شد کیپٹن سید افتخار حسین ولد سید محمد شریف صاحب کراچی۔ گواہ شد سید طارق ممتاز ولد سید ممتاز حسین صاحب فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔

مسل نمبر ۲۲۰۸۸

میں پروین منظر زوجہ منظر احمد صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن کراچی شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۱/۷۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ زیور طلائی وزنی ۸ تولے مالیتی ۵۰۰۰/- روپے

۲۔ حق مہر بذمہ خاوند = ۵۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالیت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ پروین منظر A-27 سٹیٹ بنک فلیٹس پیڈی سٹریٹ صدر کراچی۔ گواہ شد منظر احمد (خاوند موصیہ) کراچی گواہ شد عبدالعلیم خالد ولد ملک عبدالعظیم خان صاحب کراچی۔

مسل نمبر ۲۲۰۸۹

میں اعجاز سلطانہ زوجہ چوہدری محمد اسحاق صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ساہیوال شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۱۶/۵/۷۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۰۰/- روپے

۲۔ زیور طلائی وزنی ۶ تولے مالیتی ۴۰۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ اعجاز سلطانہ 238/? فرید ٹاؤن ساہیوال۔ گواہ شد محمد اسحاق (خاوند موصیہ) ساہیوال۔ گواہ شد۔ محمد طفیل لیکچرار گورنمنٹ کالج صدر مجلس موصیان ساہیوال۔

مسل نمبر ۲۲۰۹۰

میں زبیدہ بیگم زوجہ منظور احمد شاہد صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی شہر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۲/۷۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ۴۰۰۰/- روپے

۲۔ زیور طلائی وزنی ۵ تولے مالیتی ۱۰۰۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ زبیدہ بیگم 13/E اٹلی جینٹس اسکول نیو کوئینز روڈ کراچی۔ گواہ شد منظور احمد شاہد (خاوند موصیہ) کراچی۔ گواہ شد عبدالعلیم خالد ولد ملک عبدالعظیم صاحب کراچی نمبر ۳۲۔

مسل نمبر ۲۲۰۹۱

میں خورشید بیگم زوجہ چوہدری محمد نذیر تارڑ۔ قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹلی تارڑ ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۴/۷۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر وصول شدہ ۳۲/- روپے۔

۲۔ نقد رقم مبلغ ۱۹۰۰۰/- روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ خورشید بیگم ساکن کوٹلی تارڑ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔

گواہ شد۔ اللہ بخش سیکرٹری مال جماعت کوٹلی تارڑ ضلع گوجرانوالہ۔

گواہ شد۔ چوہدری محمد فیروز صدر جماعت احمدیہ کوٹلی تارڑ ضلع گوجرانوالہ۔

خریداران صاحبان کی خدمت میں

گزارش ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں اور پتہ تبدیل کرواتے وقت اپنا پتہ صاف لکھا کریں۔

(مینیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان کا حقیقی حسن یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو صفاتِ الٰہیہ کے رنگ میں رنگین کرے

اسلام کے اِس نظریہ نے مذہبی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی سورۃ الشعراء کی تفسیر کرتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:-

"اسلام صفاتِ الٰہیہ پر خصوصیت سے زور دیتا اور بنی نوع انسان کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ تمہارا تمام حسن اس امر پر منحصر ہے کہ تم صفاتِ الٰہیہ کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگین کرنے کی کوشش کرو اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جتنا جتنا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرتا چلا جائے گا اُتنا ہی وہ اعلیٰ اخلاق کا حامل ہوگا۔ اور اسی نسبت سے اُسے اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہوگا۔ گویا اسلام نیکی اور بدی کی تعریف ایک جدید نقطۂ نگاہ سے پیش کرتا ہے اور اعلیٰ اخلاق کی بنیاد صفاتِ الٰہیہ کے انعکاس پر رکھتا ہے۔ یہ نظریہ جو اسلام نے پیش کیا ہے اتنا اہم ہے کہ اگر غور سے کام لیا جائے تو اس نے مذہبی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے اور اس نے نیکی اور بدی کی تعریف ہی بدل دی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو گہرے غور و فکر کے عادی نہیں صرف اتنا ہی دیکھا کرتے ہیں کہ چونکہ فلاں کام کرنے کو ہمارا جی چاہتا ہے اس لئے ہم وہ کام کریں گے یا فلاں کام کرنے کو چونکہ ہمارا جی نہیں چاہتا اس لئے ہم وہ کام نہیں کریں گے۔ ایسے لوگوں کے نزدیک اچھے کام کی تعریف صرف یہی ہوتی ہے کہ جس کے کرنے پر ان کا جی چاہے اور بُرے کام کی تعریف یہ ہوتی ہے کہ جس کے کرنے کو اُن کا جی نہ چاہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تعریف بالکل غلط ہے کیونکہ ہزاروں انسان ایسے ہوتے ہیں جن کا جی کسی کام کے کرنے کو آج تو چاہتا ہے مگر کل نہیں چاہتا یا آج تو ایک شخص چاہنے والی بات کو نہیں چاہتا مگر کل وہ اُسے چاہنے لگتا ہے۔"

"اسلام دنیا کو یہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کی موافقت اختیار کرنا نیکی ہے اور اسکی صفات کے خلاف کام کرنا بُرائی ہے چنانچہ وہ اس بارہ میں مومنوں کو ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (بقرہ ع ۱۶) یعنی اے مومنو! تم اللہ تعالیٰ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اور کون ہے جس کا رنگ اختیار کیا جاسکے یعنی جس طرح خدا رَبُّ الْعٰلَمِیْن ہے، وہ الرَّحْمٰن ہے اور الرَّحِیْم ہے وہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن ہے اسی طرح تم بھی کوشش کرو کہ تم اس کی ربوبیتِ عالمین کے مظہر بن جاؤ، تم اسکی رحمانیت کے مظہر بن جاؤ، اس کی رحیمیت کے مظہر بن جاؤ، اس کی مالکیتِ یوم الدین کے مظہر بن جاؤ۔ اسی طرح کوشش کرو کہ تم بھی ایک قسم کے ستار بن جاؤ، ایک قسم کے غفار بن جاؤ، ایک قسم کے قہار بن جاؤ، ایک قسم کے حمید بن جاؤ، ایک قسم کے مجید بن جاؤ، ایک قسم کے شکور بن جاؤ، ایک قسم کے وَدُود بن جاؤ تاکہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے ایک رنگ کی مشارکت حاصل ہو جائے اور تم صفاتِ الٰہیہ کے مظہر بن کر اخلاق کا اعلیٰ مقام حاصل کر لو۔

پس اسلام کے نزدیک حقیقی خوبی وہ ہے جو حسنِ ازلی کے نقشہ میں ہو اور گناہ یا عیب ہر اُس فعل کا نام ہے جو صفاتِ الٰہیہ کے منافی ہو۔ اور چونکہ انسان کو خدا تعالیٰ کا مظہر بننے کی طاقت دی گئی ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لو کہ خدا تعالیٰ اصل ہے اور انسان اُسکی تصویر ہے اسلئے تصویر کا حسن اسی میں ہے کہ وہ اصل کے مطابق ہو اور اس کا عیب یہ ہے کہ وہ اصل کے خلاف ہو پس انسان جو عمل بھی ایسا کرتا ہے جو اُسے خدا تعالیٰ کی صفات کے موافق بناتا ہے وہ نیکی ہے اور جو عمل اُسے خدا تعالیٰ کی صفات سے دُور لیجاتا ہے وہ بدی ہے۔ گویا نیکی کی حقیقی تعریف اسلام نے یہ پیش کی ہے کہ نیکی اُس عمل یا خیال کا نام ہے جو خدا تعالیٰ سے جو ایک کامل اور بے عیب ذات ہے مشابہت پیدا کرتا ہے اور بدی اُس فعل یا خیال کا نام ہے جو اُس کامل اور بے عیب ذات کی ناپسندیدگی یا فعل کے خلاف ہو۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۲۰۰-۲۰۱ و صفحہ ۲۰۲)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

ہم نے ساری دُنیا میں رُوحانی انقلاب پیدا کرنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"خدا کہتا ہے ساری دُنیا کے سارے ملکوں میں جا کر ایک رُوحانی انقلاب عظیم بپا کر دو۔ اس کے لئے تدابیر سوچنا، منصوبے بنانا اور ان کو عملی جامہ پہنانے کے وسائل تلاش کرنا ہمارا کام ہے۔"

خلیفہ وقت نے اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے کئی منصوبے جاری فرمائے اُن میں سے اس وقت تک سب سے بڑا منصوبہ جو غلبہ اسلام کے لئے بنایا گیا وہ صد سالہ احمدیہ جوبلی کا ہے۔ پہلے منصوبے آپ کی مخلصانہ قربانیوں اور آپ کی معاونت سے شاندار کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ اس عظیم منصوبہ کو کامیاب بنانے کے لئے بھی مخلصین اس فنڈ کو مضبوط بنائیں اور دنیا کے سارے ممالک میں اسے کامیاب بنایا جائے۔

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

درخواست ہائے دُعا

۱۔ میرے نواسے عزیزم ناصر محمود صاحب بی۔ ایس سی۔ بی ای این اے۔ آر سلیم صاحب راولپنڈی ۱۳ اور ۱۴ر جون کی درمیانی شب کو انجینئرنگ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز امریکہ روانہ ہو چکے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں ان کا حافظ و ناصر ہو، نیک ارادوں میں کامیاب کرے اور ان کا یہ سفر ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔

(ملک محمد الدین امین آبادی محلہ دارالصدر۔ ربوہ)

۲۔ خاکسار ایک طویل عرصہ سے بعارضہ قلب علیل چلا آ رہا ہے۔ علاج جاری ہے لیکن گو دورے پھر بھی اکثر ہو جاتے ہیں۔ احباب جماعت سے التجا ہے کہ عاجز کے لئے دعا فرمائیں کہ مولا کریم صحتِ کاملہ اور شفائے عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(ایچ نور علی خان تحصیل سول لائن۔ لاہور)

مکرم شیخ محمد عبداللہ صاحب کی وفات

میرے ماموں اور خسر مکرم شیخ محمد عبداللہ صاحب آف موضع کھارا حال دارالبرکات ربوہ بعمر ۷۷ سال مورخہ ۱۲/۶/۷۵ بوقت ۵½ بجے شام بروز جمعرات وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم عرصہ سے بعارضہ دمہ و بواسیر بیمار تھے لیکن اب کمزوری بے حد ہو گئی تھی اور اب اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ مرحوم پیدائشی احمدی اور موصی تھے۔ سادہ مزاج انسان تھے۔ نماز کے پابند اور دعاؤں سے بے حد شغف رکھتے تھے۔ بروز جمعۃ المبارک ۸½ بجے صبح محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے گول بازار کی مسجد کے قریب نماز جنازہ پڑھائی جس میں بہت سے احباب شریک ہوئے۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی اور محترم مولانا صاحب موصوف نے تدفین مکمل ہونے پر دعا کرائی۔

مرحوم کے پسماندگان میں ایک فرزند اور چار بیٹیاں ہیں۔ ایک بچی کا ابھی رشتہ نہیں ہوا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو اور مرحوم کو اپنے قربِ خاص سے نوازے۔ آمین

مرحوم حضرت شیخ نور احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے۔

(شیخ نور الحق دارالبرکات ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴